تار کا پتہ الفضل قادیان ۔ انَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۵

الفضل قادیان بٹالہ — THE ALFAZL QADIAN — قیمت فی پرچہ

اخبار الفضل

ہفتہ میں دوبار

قادیان

ایڈیٹر :- غلام نبی

نمبر ۹۵ | مورخہ ۶ جون سنہ ۱۹۲۴ء | یوم جمعہ | مطابق ۳ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۲ھ | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ اور حضور دن رات ایک نہایت اہم مضمون لکھنے میں مصروف ہیں ؛

جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کا بچہ جو قریباً آٹھ سال کی عمر کا تھا۔ چند دن بیمار رہکر فوت ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے جنازہ پڑھایا۔ ایسے موقع پر صبر و شکر کے جو نمونے دارالامان میں دیکھے جاتے ہیں۔ ان کی نظیر اور لوگوں میں ملنا ناممکن ہے۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب بہت جناب سید سرور شاہ صاحب شاہجہانپور بہ تقریب افتتاح عید السلام تشریف لے گئے تھے ۳ جون واپس آ گئے ؛

موضع نوگاؤں ضلع متھرا میں سینتالیس ۴۷ مرتدین کا قبول اسلام

جماعت احمدیہ قادیان کی مساعی جمیلہ

گذشتہ چند روز سے نوگاؤں ضلع متھرا کے مرتدین میں شدھی سے بیزاری کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں حال ہی میں ایک مسلمان ملکانہ کی شادی کے موقعہ پر تین سو سے زائد مرتدین نے شدھی سے توبہ کی۔ زنار توڑ ڈالے اور حلقہ بگوش اسلام ہو کر دعوت شادی میں شریک ہوئے یہ دیکھ کر آریوں کو سخت اضطراب ہوا۔ شدھی کے کھیل کو بگڑتا دیکھ کر جھٹ پرانے ہتھیاروں پر اتر آئے۔ اور اس معاملہ کو دبانے کے لئے ایک بہت بڑی رقم مرتدین کو پیش کی گئی۔ مگر معاملہ ایسا آسان نہ تھا جیسا خیال کیا گیا۔ کیونکہ بعض اس مکروہ تجویز سے متفق نہ ہوئے چنانچہ کل موضع نوگاؤں سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ڈاکٹر نور احمد صاحب احمدی مبلغ کے ہاتھ پر آٹھ گھروں کے سینتالیس ۴۷ اشخاص نے شدھی سے توبہ کی۔ اور کلمہ طیبہ پڑھ کر داخل اسلام ہوئے۔ ذیل میں ہم قبول اسلام کرنیوالے آٹھ سرکردہ اشخاص کے نام درج کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید کرتے ہیں کہ بہت جلد ہم ان ناموں میں اضافہ کی اطلاع ناظرین کرام کی خدمت میں ارسال کر سکیں گے۔ مذکورہ بالا نام

حسب ذیل ہیں :-

(۱) موہری لال (۲) نامدار (۳) للو سنگھ (۴) کیول سنگھ (۵) منگل سنگھ (۶) لال سنگھ (۷) پیارے لال (۸) اودے سنگھ۔

خاکسار۔ محمد ابراہیم بی ایس سی امیر المجاہدین احمدیہ دار التبلیغ آگرہ،

علاقہ ارتداد میں تعمیر مساجد

خدا کی شان ہے۔ ابھی پچھلے سال ارتداد کی آندھی کا اس قدر زور تھا۔ کہ آریہ دوست اپنے خیالی گھوڑے مکہ مدینے تک دوڑانے لگے تھے۔ اور مسلمانوں کو الٹی میٹم دے دیا تھا۔ کہ وہ یا تو عرب کے ریگستان کا رستہ پکڑیں۔ یا بھارت ماتا میں ہندوؤں کے غلام بن کر رہیں۔ مگر ان بیچاروں کو کیا معلوم تھا کہ پردہ غیب میں کیا ہو رہا ہے۔

آخر رحمت کے بادل برسے۔ ارتداد کی آندھی دور ہوئی۔ دشمنان دین ناکام ہوئے۔ بے خبر سادہ لوح مسلمان مکار بھیڑیوں سے بچ گئے۔ اور اب اسی میدان میں مسجدیں تعمیر ہونے لگیں۔ چنانچہ ۲۵ مئی کو موضع اکبر پور ضلع فرخ آباد میں ایک مسجد کی تعمیر شروع ہوئی۔ مولوی محمد شفیع صاحب اسلم احمدی امیر المجاہدین علاقہ فرخ آباد نے بنیادی اینٹ اپنے ہاتھ سے رکھی۔ اور دعا کر کے کام شروع کیا گیا۔ احباب دعا فرماویں کہ یہ خانۂ خدا سدا آباد رہے۔ آمین۔ خاکسار علی محمد خان۔ اکبر پور،

اخبار احمدیہ

ضرورت سیکرٹری سات سال یورپ امریکہ میں تبلیغ اسلام کی سیاحت میں جس قدر نو مسلموں اور زیر تبلیغ اصحاب کے ساتھ تعلق مودت و محبت کا عاجز کے ساتھ پیدا ہوا۔ انہیں سے اکثر خواہشمند ہیں کہ عاجز کے ساتھ سلسلہ خط و کتابت جاری رکھیں۔ اور اسلام اور سلسلہ حقہ کے متعلق مزید حالات معلوم کرتے رہیں۔ میں چونکہ اسوقت محکمہ تبلیغ میں نہیں ہوں۔ اور میرے فرائض منصبی سے مجھے بہت کم فرصت ملتی ہے کہ تبلیغی خطوط لکھ سکوں۔ تاہم پرانی عادت کو پورا کرنے کے واسطے کچھ ان دوستوں کے وسیع حلقہ کو مایوس کرنے کی خواہش کے سبب سلسلہ خط و کتابت جاری رکھتا ہوں۔ مگر کام کی کثرت کے سبب خطوط کا انبار جمع رہتا ہے۔ بعض احباب نے مشورہ دیا ہے کہ میں اس کام کے واسطے ایک سکرٹری رکھ لوں۔ مگر اس کے واسطے میرے پاس کوئی فنڈ نہیں بہت سوچنے کے بعد مجھے یہ خیال آیا ہے۔ کہ اگر کوئی نوجوان جو شارٹ ہینڈ اور ٹائپ رائٹنگ جانتا ہو۔ اور تبلیغی کام کے سیکھنے کا خواہشمند ہو۔ بہ نیت ثواب اس کام میں میرا ہاتھ بٹانا پسند کرے۔ تو میں اپنی تنخواہ میں سے مبلغ پچیس روپیہ ماہوار اسکی نذر کر دیا کرونگا۔ مکان و خوراک میرے ذمہ نہ ہو گا۔ کیا کوئی رشید صدائے صادق پر لبیک کہنے کو تیار ہے؟ محمد صادق عفا اللہ عنہ قادیان

مبلغ کی ضرورت علاقہ بنوں کے لئے ایک ایسے احمدی دوست کی جو تبلیغ کا کام اچھی طرح کر سکتا ہو۔ عربی زبان خوب جانتا ہو۔ قرآن کریم و احادیث نہ صرف خود جانتا ہو بلکہ پڑھا بھی سکتا ہو۔ مذاہب غیر اور ان کے موٹے موٹے اصولوں سے واقف ہو۔ اور انگریزی تعلیم اور فلسفہ جدید کی مدد سے جس قدر اعتراضات و شبہات اسلام کی تعلیم پر پیدا ہو سکتے ہوں۔ ان کا ازالہ کر سکے۔ تنخواہ تیس روپیہ ماہوار علاوہ انتظام رہایش و خوراک کے جو مفت ہو گا۔ سرد جانے کا کرایہ دیا جائیگا۔ جو صاحب خدمت دینی کے لئے تیار ہوں۔ اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ جملہ درخواستیں تصدیق سکرٹری یا امیر جماعت احمدیہ بپتہ ذیل پر جلد پہنچ جائیں۔ ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

درخواست دعا (۱) خان عبد الرحیم خان صاحب خلف نواب محمد علی خان صاحب جو حصول تعلیم کے لئے ولایت تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ محض خدا کے فضل سے ایک حصہ امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک! باقی کا ٹسل امتحان شروع ہے۔ تمام احمدی احباب سے درخواست ہے کہ انکی کامیابی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ خدا تعالیٰ انہیں دین و دنیا میں ہمیشہ کے لئے سچی کامیابی عطا فرمائے۔

(۲) قاضی عبد الرحمٰن صاحب مہاجر محرر دفتر دعوۃ و تبلیغ سخت بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت عاجلہ و کاملہ کے لئے درد دل سے دعا فرماویں۔ آمین۔ خاکسار قاضی نور محمد قادیان

(۳) میری اہلیہ بعارضہ تپ محرقہ بیمار ہے جملہ احباب جماعت احمدیہ سے گذارش ہے کہ میری اہلیہ کی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔ میں احباب کا مشکور ہوں گا۔

محبوب عالم ہیڈ ماسٹر مڈل سکول حسن ابدال ضلع اٹک

(۴) عاجز کا بھتیجا چند ماہ سے بیمار چلا آتا ہے۔ ریلئد دعا کریں۔ کہ اللہ کریم صحت دیوے۔ نیز عاجز کے کاروبار کے لئے بھی۔ اور اللہ کریم میری روحانی بیماریوں کو دفع کر کے دین و دنیا میں کامیاب کرے۔ آمین۔ مہر الدین علیوال

(۵) احباب سب امیدواران مولوی فاضل کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب فرمائے۔

خاکسار اللہ دتا جالندھری متعلم مولوی فاضل کلاس قادیان

وفات یافتگان کے متعلق اطلاع شیخ تاج الدین صاحب احمدی پنساری فروش اصل متوطن موضع ابدال ضلع گوجرانوالہ ۲۸ مئی ۲۲ء بوقت تین بجے دن اپنے مولیٰ کریم سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ متوفی نہایت درجہ کے مخلص اور متقی اور عاشق حضرت مسیح موعود و خلفاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تھے۔ احباب ان کے لئے دعائے مغفرت کریں

خاکسار مرزا محمود بیگ از گوجرہ،

(۲) شیخ نور احمد صاحب نو مسلم عرصہ دراز سے حضرت خلیفہ اول کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ شیخ صاحب بڑے مخلص اور پر جوش احمدی تھے۔ اور بڑے متقی با اخلاص تھے۔ ۱۵ مئی ۱۹۲۲ء کو فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب اُن کے واسطے دعائے مغفرت فرماویں۔

خاکسار اکبر علی۔ سکرٹری انجمن احمدیہ داتا زید کا ضلع سیالکوٹ،

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۶ر جون ۱۹۲۴ء

ہندو مسلم اتحاد

مسلم لیگ اور امام جماعت احمدیہ کی پیش فرمودہ تجاویز

کون نہیں جانتا۔ اس وقت ہندو مسلم اتحاد کا مسئلہ نہایت نازک صورت اختیار کئے ہوئے ہے نام نہاد اور نمائشی اتحاد کے نتیجہ میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات اس درجہ کشیدہ اور اتنے افسوسناک ہو گئے ہیں کہ پہلے کبھی ایسے نہ ہوئے تھے اس حالت پر غور کرنے کے لئے ہندوستانی لیڈر متعدد مقامات پر جمع ہو چکے ہیں۔ لیکن تا حال کوئی بہتری کی صورت معلوم نہیں کر سکے۔ مسلم لیگ کے گذشتہ اجلاس منعقدہ لاہور میں بھی یہ امر خصوصیت سے پیش ہوا۔ استقبالیہ کمیٹی کے صدر صاحب نے اپنے ایڈریس میں اس پر غم واندوہ کے آنسو گرائے۔ اور ہندو مسلمانوں کے تعلقات پر ماتم کیا۔ کانگریس کے صدر صاحب نے بھی اپنی صدارتی تقریر میں بہت کچھ فرمایا۔ اور بالآخر ایک ریزولیوشن بھی پاس کیا گیا۔ لیکن نہایت ہی حیرت کا مقام ہے۔ کہ اتنے بڑے اہم مسئلہ کی اہمیت کا اعتراف اور اقرار کرنے کے باوجود اس کے متعلق صرف اظہار رنج وافسوس پر ہی اکتفا کیا گیا۔ اور زیادہ سے زیادہ یہ کہدیا گیا کہ:۔

"باہمی ایثار سے کام لیا جائے۔ اور تمام اقوام آپس میں ایک دوسرے کو کچھ نہ کچھ دے ڈالنے اور ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ لے لینے کے اصول پر سچے دل سے عمل کریں"

"لیگ تمام اقوام کی سیاسی جماعتوں کی خدمت میں اپیل کرتی ہے کہ وہ تمام ایسے اعمال ترک کر دیں۔ جن سے زبردستی کا پہلو نکلتا ہو۔ اور اپنی تمام کوشش ہندو مسلمانوں کے مابین مضبوط بنیاد پر اتفاق پیدا کرنے میں صرف کریں"

مسلم لیگ کے اجلاس میں ہندو مسلم اتحاد کے متعلق جو کچھ کیا گیا ہے۔ وہ صرف یہ ہے۔ جو اوپر درج ہے لیکن یہ جو کچھ بھی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک پہیلی بیان کر دی گئی ہے۔ جس کا ان لوگوں کے لئے سمجھنا بھی مشکل ہے۔ جن کے ذریعہ ہندو مسلم اتحاد قائم ہو سکتا ہے سٹیج پر بیٹھ کر چند فقرات گھڑ لینا کوئی بڑی بات نہیں دیکھنا تو یہ چاہیئے۔ کہ جو امر درپیش ہے۔ اس میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے کونسا عملی طریق اور نتیجہ خیز امل لوگوں کے سامنے رکھا گیا ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ "کچھ نہ کچھ دے ڈالنے" اور "کچھ نہ کچھ لے لینے" کے مہمل فقرات عام لوگوں کے سامنے اتحاد کے لئے کیا عملی طریق پیش کرتے ہیں۔ اور ان شکایات کو کس طرح دور کر سکتے ہیں۔ جو ہندو مسلمانوں کو ایک دوسرے کے متعلق ہیں۔ کیونکہ ہر انسان کا "کچھ نہ کچھ" علیحدہ ہوتا ہے۔ اور اس بارے میں ایک دوسرے کا آپس میں اس قدر اختلاف پایا جا سکتا ہے کہ ایک کے نزدیک "جو کچھ نہ کچھ" ہے۔ بہت ممکن ہے کہ دوسرے کے نزدیک وہ "کچھ بھی نہ" ہو۔ مسلم لیگ نے یہ "کچھ نہ کچھ" کا "اصول" تجویز کرتے ہوئے یہ تو قرار دیدیا ہے کہ لوگ اس "اصول پر سچے دل سے عمل کریں"۔ لیکن کسی کو یہ خیال نہ آیا کہ اس پر عمل ہو ہی کس طرح سکتا ہے مثلاً ایک مسلمان نہایت سچے دل سے اس "کچھ نہ کچھ دے ڈالنے" کے "اصول" پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوا اپنے ہندو بھائیوں کو اپنے جائز استحقاق میں سے یہ دیدیتا ہے کہ وہ اقرار کرتا ہے۔ ان کے جذبات کے احترام کی خاطر گائے کا گوشت [illegible] کسی ہندو کو خبر بھی نہ ہو۔ اب ظاہر ہے کہ یہ "کچھ نہ کچھ" تو ضرور ہے۔ جو ایک مسلمان ہندوؤں کو دے رہا ہے کیونکہ ہر مسلمان کو مذہبی اور قانونی لحاظ سے گائے کا گوشت کھانے کا حق ہے۔ لیکن کیا ہندو صاحبان بھی اسے "کچھ نہ کچھ" سمجھتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اگر وہ یہ سمجھتے اور "کچھ نہ کچھ" پر اکتفا کرنا چاہتے۔ تو مسلمانوں کے خلاف گائے کے متعلق ان کا یہ رویہ نہ ہوتا۔ جو اب ہے۔ چونکہ ہندو صاحبان مسلمانوں کے اس "کچھ نہ کچھ" کو کچھ نہیں سمجھتے۔ اس لئے کہیں قانون کے زور سے اور کہیں ڈنڈے کے زور سے گاؤ کشی قطعاً ترک کرانا چاہتے ہیں۔ اور یہاں تک دھمکیاں دے رہے ہیں کہ یا تو گاؤ کشی بالکل چھوڑ دو یا ہندوستان سے نکل جاؤ۔ ہندوستان میں رہ کر گائے کا گوشت تم نہیں کھا سکتے۔

یہ ایک مثال ہے اس امر کی کہ بسا اوقات ایک قوم کا "کچھ نہ کچھ" دوسری قوم کے نزدیک "کچھ نہ" ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ اور لیگ کا یہ اصل کوئی ایسا اصل نہیں ہے۔ جس پر عمل کیا جا سکے۔ یا جس پر سچے دل سے عمل کرنا اتحاد و اتفاق کا باعث ہو سکے۔ مسلم لیگ نے یہ ایک معمہ پیش کر دیا ہے۔ جس کا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا عوام کے لئے قطعاً ناممکن ہے۔ جب یہ حالت ہے تو اس سے کوئی مفید نتیجہ نکلنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔

ہندو مسلمانوں کی کشمکش جس خطرناک حد تک پہنچ چکی ہے۔ اور ان کے تعلقات جس درجہ کشیدہ ہو چکے ہیں وہ اس بات کے متقاضی تھے۔ کہ اس حالت کو بہتر بنانے کے لئے اور اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کے لئے راہ نمایان ملک اہل ملک کے سامنے ایسی تجاویز پیش کرتے جن کا نہ صرف سمجھنا تمام لوگوں کے لئے آسان ہوتا۔ بلکہ ان پر عمل کرنا بھی سہل ہوتا۔ لیکن افسوس کہ مسلم لیگ کے اجلاس میں ملک کے سربرآوردہ لیڈروں نے جمع ہو کر کوئی ایسی تجویز پیش نہیں کی۔

چونکہ مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ لاہور میں امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بھی شمولیت کی دعوت دی گئی تھی [illegible] مسلمانوں کے قومی حقوق کی نگرانی اور ہندو مسلم اتحاد کے سوال نہایت اہم [illegible]۔ اس سلسلہ

حضور نے ان کے متعلق اپنا بیان ایک رسالہ کی صورت میں "اساس الاتحاد" کے نام سے شائع فرمایا۔ جو سرکردہ لیڈران مسلم لیگ کی خدمت میں پہنچا دیا گیا تھا اس میں حضور نے ان مسائل پر نہایت تفصیل کے ساتھ بحث فرمائی ہے۔ اور ساتھ ہی وہ تجاویز بھی پیش کی ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے مسلمانوں کے قومی حقوق کی حفاظت بھی ہو سکتی ہے۔ اور ہندو مسلمانوں میں مستحکم اور دیرپا اتحاد بھی قائم ہو سکتا ہے۔ ذیل میں ان تجاویز کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔ جو صاحب ان اہم مسائل پر تفصیلی بحث ملاحظہ کرنا چاہیں۔ وہ مذکورہ بالا رسالہ دفتر ناظر صاحب امور عامہ قادیان سے منگوا سکتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ہندو مسلم اتحاد کے متعلق پہلی تجویز یہ فرمائی۔

اول:۔ عوام الناس سے ان قربانیوں کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ جن کے وہ متحمل نہیں ہو سکتے۔ اگر ان کی روایات اور عادات اور جذبات کے خلاف ان سے مطالبہ کیا جائے گا۔ تو وہ کبھی اسکو برداشت نہیں کر سکیں گے۔ اور لیڈر خواہ کس قدر ہی فراخدلی کا ثبوت دیں عوام الناس کو وہ اپنے ساتھ شامل نہیں رکھ سکیں گے۔

پیچھے جو سمجھوتہ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔ اس میں یہ شرط کی گئی تھی کہ گائے کی قربانی کو مسلمان بطیب خاطر چھوڑ دیں۔ یہ سمجھوتہ عام مسلمانوں کے قومی جذبات اور احساسات بلکہ ان کی تمدنی ضروریات کے بھی خلاف طبعی تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فسادات اور بھی ترقی کر گئے۔

دوسری شرط یہ ہونی چاہیئے کہ ایک دوسرے کے بزرگوں کو گالیاں نہ دی جائیں۔ گالیاں دینا ہرگز کسی مذہب کا فرض نہیں ہو سکتا۔ اور اس سے زیادہ غیر شریفانہ بات اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ ایک دوسرے کے بزرگوں کو گالیاں دی جائیں۔ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تجویز گورنمنٹ اور پبلک کے سامنے پیش کیا تھا کہ ہندوستان میں اکثر فساد مذہبی اختلافات کے باعث سے ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے بھی ایک بڑا حصہ اس بدزبانی کے سبب سے ہوتا ہے۔ جو ایک مذہب کے پیرو دوسرے مذہب کے بزرگوں کی نسبت کرتے ہیں۔ واقعات برابر اس صداقت پر سے پردہ اٹھاتے چلے آتے ہیں۔ اور اب جبکہ حق کھل چکا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ مابین الاقوام صلح کی تجاویز کرتے وقت اس ضروری امر کو نظر انداز نہ ہونے دیں۔

تیسرا امر جس کے بغیر صلح مکمل اور دیرپا نہیں ہو سکتی یہ ہے کہ اقوام آپس میں معاہدہ کریں کہ مذہبی مناقشات اور مباحثات میں محبت اور تحقیق کو چھوڑ کر لڑائی اور جھگڑے کی طرح نہ ڈالی جائے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ سیاسیات کے فیصلہ کے ساتھ مذہب کا کیا تعلق ہے۔ لیکن یہ خیال درست نہیں۔ جب دو قوموں میں لڑائی ہوتی ہے۔ تو وہ کبھی اسی مسئلہ تک محدود نہیں رہتی۔ جس کے متعلق لڑائی ہو۔ بلکہ وہ اپنا دامن وسیع کرتی ہے۔ اور آخر ہر ایک چیز کا احاطہ کر لیتی ہے۔ پس اگر مذہبی لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ یا اس کے اسباب موجود رہے۔ تو کبھی بھی صلح قائم نہ رہے گی۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ یہ مدعا کس طرح حاصل کیا جائے؟ بعض لوگ اس کا یہ علاج بتاتے ہیں۔ کہ مذہبی مباحثات کا سلسلہ ہی بالکل بند کر دیا جائے۔ لیکن یہ تدبیر غیر طبعی ہے۔ ایک طرف تو افراد ملک کے اندر یہ جوش پیدا کرنا کہ ہر اچھی چیز کے حصول کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ اور دوسری طرف انکو مذہب میں دلچسپی لینے سے روکنا یہ ایسی متضاد باتیں ہیں۔ کہ کبھی جمع نہیں ہو سکتیں۔ اور مذہب تو ایسی طاقت ہے کہ اسے یورپ کی مادہ پرستی بھی نہیں دبا سکی۔ ایشیا کی بوئے عرفان سے بسی ہوئی ہوا اور اس کی موجودگی میں اس کی شیفتگی کو کون روک سکتا ہے یہ غرض میرے نزدیک صرف ان ہی تجاویز سے پوری ہو سکتی ہے۔ جو الحکم العدل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ احمدیہ نے پیش فرمائی ہیں۔ اور جو یہ ہیں:۔

۱۔ تمام مذاہب کے پیرو اس امر پر متفق ہو جائیں۔ کہ وہ مذہب کے متعلق کوئی تصنیف یا تقریر کرتے ہوئے صرف اپنے مذہب کی خوبیاں ہی بیان کرینگے۔ دوسرے مذاہب پر حملہ بالکل نہیں کرینگے۔ اور ایسا عہد کرنے پر انکو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کسی مذہب کی سچائی اسکی اپنی خوبیوں کے اظہار سے ثابت ہوتی ہے۔ نہ کہ دوسرے مذاہب کے نقائص کے بیان سے۔ اگر اس طریق تصنیف و بحث کو لوگ قبول کر لیں۔ تو آئندہ مذہبی مباحثات اور مناظرات ایسے امن سے ہوں کہ کسی قسم کا فتنہ پیدا نہ ہو۔ اگر اس تجویز کو قبول نہ کیا جائے تو پھر دوسری تجویز یہ ہے کہ:۔

۲۔ ہر مذہب کے پیرو اپنی مسلمہ کتب کے نام لکھوا دیں اور جو شخص کسی مذہب کے متعلق کچھ لکھے۔ اس کی مسلمہ کتب ہی کی بنا پر لکھے۔ اسوقت دیکھا جاتا ہے کہ محض جوش پیدا کرنے کے لئے قصوں اور کہانیوں کی کتب تک سے اعتراض درج کرئے جاتے ہیں۔ اور محض جھوٹی روایات کی بنا پر کتابیں اور مضامین لکھ کر دوسرے فریق کا دل دکھایا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ شرط بھی ہونی چاہیئے۔ کہ اپنے مقابل فریق کے مسلمہ عقائد کے خلاف اسکی کوئی بات منسوب نہ کی جائے۔ یہ امر بھی فتنہ کو بڑھاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آج کل ایک دوسرے کی طرف وہ باتیں منسوب کی جاتی ہیں۔ جو طرفین کے ذہن میں بھی نہیں ہوتیں۔ اعتراض صرف اس امر پر کرنا چاہیئے۔ جس کا کوئی شخص مدعی ہو۔ نہ کہ اس کی طرف ایک غلط عقیدہ منسوب کر کے پھر اسپر اعتراض کرنے شروع کر دئے جاویں۔ اگر یہ تجویز بھی قبول نہ کی جائے۔ تو پھر تیسری تجویز یہ ہے:۔

۳۔ کہ تمام مذاہب کے پیرو آپس میں معاہدہ کریں۔ کہ وہ اعتراض اپنے مخالف پر نہ کریں۔ جو خود ان کے مسلمات پر بھی پڑتا ہو۔ کیونکہ ایسے اعتراضات سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اصل غرض چڑانا اور جوش دلانا ہے۔ اس طریق کو اختیار کرنے سے بھی بہت سے جھگڑے بند ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ دیکھا جاتا ہے کہ مختلف مذاہب کے پیرو اکثر اعتراض ایسے کرتے ہیں۔ جو خود ان کے مذہب پر بھی

پڑ سکتی ہیں ؛

چوتھا امر جس کا اظہار سمجھوتے کے وقت ہونا چاہئیے یہ ہے۔ کہ تبلیغ مذہب ہرگز منع نہیں ہوگی۔ اور وہ ہر ایک قوم کا حق ہوگا۔ کہ وہ اپنے مذہب کی اشاعت کرے۔ جو قوم اس شرط کو قبول کر لیتی ہے کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کریگی۔ وہ گویا صریح الفاظ میں اس امر کو تسلیم کر لیتی ہے۔ کہ اس کا مذہب جھوٹا ہے۔ پس یہ اُمید کرنی کہ سیاسی سمجھوتے کے ساتھ مذہبی تبلیغ بھی بند کر دی جائے یا دوسرے لوگوں کو اپنے مذہب میں شامل کرنے کی کوشش ترک کر دی جاوے۔ ایک نہ پوری ہونیوالی اُمید ہے۔

پانچویں بات جس کی وضاحت ضروری ہے یہ ہے۔ کہ جو کام ایک قوم کر رہی ہو۔ اس سے وہ دوسری کو روکنے کا حق نہیں رکھتی۔ مثلاً ہندو لوگ مسلمانوں سے چھوت کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو بھی حق ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اُن سے چھوت کریں۔ اور اگر مُسلمان چھوت کی تحریک اپنے بھائیوں میں کریں۔ تو اسپر ہندوؤں کو ناراض نہیں ہونا چاہئیے اور اسے صلح کے خلاف نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر ہندوؤں کے چھوت کرنے کے باوجود ہندو مسلمان کی صلح ہو سکتی ہے۔ تو کیوں مُسلمانوں کے چھوت کرنیسے صلح میں فرق پڑ جاتا ہے۔ ہندو صاحبان بیان کرتے ہیں کہ ہمارا تو یہ مذہبی حکم ہے۔ لیکن لبفرض محال اگر ان کی بات درست بھی ہو۔ تو بھی اس عذر کی وجہ سے مسلمانوں کا حق مارا نہیں جاتا۔ کیونکہ گو ہندو مذہبی حکم کی بنا پر چھوت کرتے ہوں۔ لیکن ان کے اس عمل کا لازمی نتیجہ یہ پیدا ہو رہا ہے کہ مسلمانوں کا کروڑوں روپیہ سالانہ ہندوؤں کے گھروں میں جا رہا ہے۔ اور ہندوؤں کا روپیہ مسلمانوں کی طرف نہیں آتا۔ اور اس کے سبب سے دولت ہندوؤں کے گھروں میں جمع ہو رہی ہے۔ اور مسلمانوں کو مالی طور پر نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور انکی طاقت کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ اوّل تو ہندو تجارت میں مسلمانوں سے یونہی بڑھے ہوئے ہیں۔ پھر اس چھوت کے مسئلہ نے کھانے پینے کی چیزوں کی تجارت جو خاص کی سب بڑی تجارتوں میں سے ہے۔ بالکل ان کے قبضہ میں دیدی ہے۔ پس مسلمانوں کا حق ہے کہ وہ ایسے طریق اختیار کریں۔ جن سے ان کا قومی وقار قائم رہے اور ان کی دولت قائم رہے۔ اور ان کے اس فعل کو منافی صلح نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ صلح کے یہ معنے نہیں۔ کہ کوئی اپنے آپ کو برباد کر دے ؛

چھٹی شرط معاہدہ صلح کی یہ ہونی چاہیئے کہ ہر ایک قوم کا انتخاب انکی اپنی قوم کے افراد کے ذریعہ سے کیا جائے۔ یعنی نہ صرف یہ شرط ہو۔ کہ ہر ایک قوم کو اس کی تعداد کے مطابق نیابت دی جائے۔ بلکہ یہ بھی شرط ہو کہ ہر قوم کے نمائندے صرف اسی کے ووٹوں سے منتخب کئے جاویں۔ ورنہ طاقتور اور ہوشیار قومیں دوسری اقوام کے ایسے ممبروں کے منتخب کرانے میں کامیاب ہو جائینگی۔ جو اپنی قوم کا نمائندہ کہلانے کی بجائے دوسری زبردست یا زیادہ تعلیم یافتہ قوم کا نمائندہ کہلانے کے لئے زیادہ حقدار ہونگے ؛

ساتویں احتیاط یہ ضروری ہے کہ ایسے قواعد تجویز کئے جائیں۔ کہ جن کی موجودگی میں کثیر التعداد قومیں قلیل التعداد قوموں پر ظلم نہ کر سکیں۔ یا ایسے قواعد نہ بنا سکیں۔ جو ان کے عقائد یا احساسات کے خلاف ہوں ؛

آٹھویں بات۔ جس کا تصفیہ اصلاح بین الاقوام کے لئے ضروری ہے یہ ہے کہ ایسے قوانین بنائے جائیں۔ جن کی مدد سے اسوقت کہ دو قوموں میں جھگڑا پیدا ہو جائے۔ فساد کو روکا جا سکے۔

نواں امر جو صلح کے دائمی رکھنے کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ایسی تدابیر اختیار کی جائیں کہ یہ معاہدات ہمیشہ کے لئے قائم رہیں۔

یہ تجاویز جو خلاصتہً درج کی گئی ہیں۔ وضاحت اور تفصیل کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں۔ اور عملی طریق بھی پیش کئے ہیں۔ ملک و ملت کے بہی خواہ اور شیدائی اصحاب کو ضرور ان پر غور کرنا چاہئیے

ہم دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اگر اہل وطن ان تجاویز پر عمل پیرا ہو جائیں۔ تو ہندو مسلم اتحاد نہایت مستحکم اور مضبوط بنیاد پر قائم ہو سکتا ہے۔

یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ لیگ نے ملکی حقوق میں نمائندگی کا معیار اور بنیاد بہ تغیر الفاظ وہی قرار دی ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح نے ارشاد فرمائی تھی۔ حضور نے پہلے معیار نمائندگی کے نقائص بیان کرتے ہوئے لکھا تھا:۔

"مسلمانوں اور ہندوؤں کا پہلا سمجھوتہ یہ تھا کہ ان صوبوں میں جہاں کہ مسلمان کم ہیں۔ انکی تعداد آبادی کی نسبت سے نیابتی مجالس میں انکو زیادہ حق دیا جاوے۔ اور جہاں مسلمان زیادہ ہیں۔ وہاں ہندوؤں کو ان کے حق سے زیادہ دیا جائے اس سمجھوتے میں دو نقص تھے۔ ایک تو یہ کہ یہ سمجھوتہ دو قوموں میں تھا۔ حالانکہ ہندوستان میں کئی قومیں بستی ہیں۔ اس سوال کا کوئی حل نہیں سوچا گیا تھا کہ اس تقسیم کیوقت دوسری قوموں کو کس نسبت سے حق نیابت دیا جائیگا۔ چنانچہ پنجاب میں سکھوں کی موجودگی کی وجہ سے اس سمجھوتہ نے مشکلات پیدا کر دیں۔ دوسرا نقص یہ تھا کہ اس سمجھوتے کے ماتحت مسلمانوں کو گو بمبئی۔ مدراس۔ یو۔ پی۔ بہار اور سی پی میں انکی تعداد سے زیادہ حق نیابت مل گیا۔ مگر پھر بھی وہ ان صوبوں میں قلیل التعداد ہی رہے۔ اور انکی آواز برادران وطن سے نیچی ہی رہی۔ لیکن اس کے مقابل میں پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی کثرت قلت سے بدل گئی۔

واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ سودا مسلمانوں کو بہت مہنگا پڑا ہے۔ اور بہت سے فسادات کا موجب ہوا ہے آئیندہ معاہدہ دو قوموں کے درمیان نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ ایسے اصول پر ہونا چاہیئے کہ خواہ کتنی بھی قومیں کیوں نہ ہوں انکے حقوق کی حفاظت اس معاہدہ کے ذریعہ ہو جائے۔ اور جھگڑے کی صورت ہی پیدا نہ ہو۔ اور نہ یہ نقص ہو کہ کسی قوم کی کثرت قلت میں تبدیل ہو جائے۔

میرے نزدیک اس کا طریق یہ ہے کہ مسلمان اپنا پہلا مطالبہ کہ انکو بعض صوبوں میں انکی تعداد سے زیادہ حق نیابت دیا جائے چھوڑ دیں۔ مدراس یا بہار میں اگر وہ چند ممبریاں زیادہ بھی حاصل کر لیں تو اس سے انکو اسقدر فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا جس قدر کہ بعض صوبوں میں انکی کثرت رہنے سے انکو فائدہ ہو سکتا

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی صاحبزادی کا خطبۂ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

آیات النکاح کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

خطبۂ نکاح کی غرض

خطبہ نکاح جیسا کہ میں نے بارہا بیان کیا ہے۔ اسلامی اصول کے ماتحت ان فرایض کے بیان کرنے اور ان ذمہ داریوں کے اظہار کا نام ہے۔ جو نکاح کے بعد میاں بیوی اور رشتہ داروں پر عائد ہوتی ہیں۔ اور ان اصول کی طرف توجہ دلانے کے لئے جن کو مدنظر رکھنا میاں بیوی اور دیگر رشتہ داروں کے لئے ضروری ہے۔ خطبہ نکاح رکھا گیا ہے۔ مگر بدقسمتی سے جہاں اور کئی باتیں مسلمانوں نے اسلام کی بگاڑ دی ہیں۔ وہاں اس کو بھی بگاڑ دیا ہے۔ آج کل خطبہ نکاح کی ایک مقررہ عبارت ہے۔ جو پڑھ دی جاتی ہے۔ اور مقررہ الفاظ ہیں۔ جن میں ایجاب و قبول کرایا جاتا ہے۔ مگر یہ خطبہ نکاح نہیں۔ کیونکہ اگر اسی کا نام خطبہ ہوتا کہ مقررہ الفاظ دہرا دیئے جائیں۔ تو حضرت عمرؓ یہ نہ کہتے۔ کہ جب میں خطبہ نکاح کے لئے کھڑا ہوتا ہوں۔ تو گھبرا جاتا ہوں کہ کیا بیان کروں۔ کیا حضرت عمرؓ مقررہ الفاظ کو یاد سے نہ سنا سکتے تھے۔ بات یہ ہے۔ کہ نکاح کے موقع کے لئے جو آیات رکھی گئی ہیں۔ ان میں وہ گر ہیں۔ جو نکاح سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا بیان کرنا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص اُن ذمہ داریوں اور ان فرائض کو نہیں سمجھ سکتا۔ جو نکاح کے بعد اسلام کی طرف سے اس پر عائد ہوتے ہیں چونکہ عام طور پر لوگ اُن سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں۔ اسلئے آگاہ کیا جاتا ہے۔

اسلام کی حقیقت

نکاح کی سب سے بڑی غرض تقویٰ اللہ ہونی چاہیئے۔ اسلام کا مغز اور حقیقت یہی ہے۔ کہ تمام امور کو خدا تعالےٰ کی طرف پھیر کرتا ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی بات ہو۔ یا بڑی سے بڑی۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اسلام اسے بھی آخر کار خدا کی طرف لے آتا ہے۔ جیسے کھانے کے وقت حکم دیتا ہے کہ بسم اللہ پڑھو۔ ختم کرنے کے وقت بتاتا ہے۔ کہ الحمد للہ کہو۔ یعنی خدا تعالےٰ کو یاد کرتے ہوئے شروع کرو۔ اور یاد ہی کرتے ہوئے ختم کرو۔ اسی طرح کپڑے پہننے۔ جینے پھرنے کے لئے علیحدہ دعائیں ہیں۔ حتیٰ کہ سونے کے وقت کی بھی دعا ہے۔ اس وقت بھی یہی کہا جاتا ہے۔ کہ خدا کو یاد کر کے سوؤ۔ شاید رات کو جان نکل جائے۔ غرض ہر وقت ہر گھڑی اور ہر موقع پر اسلام نے خدا تعالےٰ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور ہر بات میں خدا کا ذکر رکھا ہے۔ اگر کسی حالت میں تغیر ہوتا ہے۔ تو بھی خدا کو یاد کرنے کا حکم ہے۔ اگر دن کو زوال ہوتا ہے تو بھی خدا کو یاد کرنے کا حکم ہے۔ اگر رات شروع ہوتی ہے تو بھی خدا کو یاد کرنے کا حکم ہے۔ اگر تاریکی چھا جاتی ہے۔ تو بھی خدا کو یاد کرنے کا حکم ہے۔ اگر روشنی نمودار ہوتی ہے۔ تو بھی خدا کو یاد کرنے کا حکم ہے۔ غرض ہر شغل میں ہم کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کو مدنظر رکھو۔ اسی طرح نکاح میں بھی نبی کریم نے ہماری توجہ کو خدا تعالےٰ کی طرف پھیر لیا ہے۔ کہ نکاح میں تم تقویٰ اللہ مدنظر رکھو۔ نکاح میں کئی غرضیں ہوتی ہیں مگر مسلم کی صرف ایک ہی غرض ہوتی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا تقویٰ حاصل ہو۔ شادیاں کافر بھی کرتے ہیں مومن بھی کرتے ہیں۔ دونوں کی اولادیں ہوتی ہیں۔ لیکن پھر بھی ان دونوں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ مومن کی زندگی صرف خدا کے لئے ہوتی ہے۔ لیکن کافر کی اپنے نفس کے لئے۔ پھر نہ صرف نکاح کے وقت ہی تقویٰ اللہ کو مدنظر رکھنے کا حکم ہے۔ بلکہ خاص وقت میں بھی نبی کریم نے فرمایا ہے۔ کہ مسلم کو دعا مانگنی چاہیئے۔ دیکھو اس وقت بھی کہا گیا ہے۔ کہ تم اپنے جوشوں میں بھی خدا کو مت بھولو۔ اور دعا کر لو۔ کہ اے خدا ہم کو اور ہماری اولاد کو شیطان سے بچا۔ غرض اسلام کی غرض وحید تقویٰ اللہ ہے۔ اور مومن کو نکاح میں بھی یہی غرض مدنظر ہونی چاہیئے۔ دنیا میں کئی قسم کی شادیاں ہوتی ہیں۔ کوئی جمال کے لئے کرتا ہے۔ کوئی مال کے لئے۔ کوئی حسب نسب کے لئے۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ عَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَمِينُكَ۔ اے شاگرد۔ یا اے مرید۔ تجھے میں ہدایت دیتا ہوں۔ کہ تو دین والی عورت تلاش کر۔ اسے چھوڑ اور خوبیوں کی طرف دھیان مت کر۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ تقویٰ کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

دنیا کی ناپایدار چیزیں

دنیا کی جو چیزیں لوگ طلب کرتے ہیں۔ وہ تمام مٹ جاتی ہیں۔ صرف ایک ہی ہے۔ جو باقی رہتی ہے۔ اور وہ تقویٰ اللہ ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی خوبصورتی کے قصے لوگوں میں مشہور ہیں۔ بڑی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ مگر وہ اپنے بھائیوں کی نظر میں خوبصورت نہ تھے۔ دنیا میں لوگ بڑے بڑے مالدار گذرے ہیں مگر اب کوئی ان کا احترام نہیں کرتا۔ دیکھیئے سکندر و نپولین کو باوجودیکہ لوگ اتنا بڑا بناتے ہیں۔ ان کے کارنامے سنتے سناتے ہیں۔ مگر بازار میں کھڑا ہو کر کوئی شخص علانیہ ان کو گالیاں دے۔ تو کوئی غصہ نہیں ہوگا۔ لیکن اگر کوئی حضرت ابوہریرہ کو جنہیں پیٹ بھر کر کھانا بھی نہیں ملتا تھا۔ بُرا بھلا کہے۔ تو مسلمان مرنے مارنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ وہ ایک معمولی صحابی تھے۔ جنہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث و روایات بیان کرنے سے یہ عزت ملی۔ اگر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی نہ ہوتے۔ تو تاریخ کے لحاظ سے کوئی ان کا نام بھی یاد نہ رکھتا۔ انہیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں بیان کرنے سے یہ عظمت حاصل ہوئی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کو کس وجہ سے یہ شان حاصل ہے۔ کہ جب ان کو کوئی بُرے الفاظ سے یاد کرے تو ایک مسلم کا خون جوش میں آجاتا ہے۔ شیعہ سنیوں کی لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں حتیٰ کہ لکھنؤ میں کثرت سے فسادات و لڑائیاں ہونے کی وجہ سے قانون بنایا گیا ہے۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنی مدت

گذر گئی۔ مگر آج بھی لاکھوں انسان ہیں۔ جو اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید کہتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کو اس سے بھی زیادہ مدت گذر گئی۔ مگر جب کبھی کوئی مسلم یاد کرتا ہے۔ تو پہلے حضرت لگاتا ہے پھر دعا کرتا ہے۔ پھر حضرت آدمؑ کے متعلق کہتے ہیں کہ چھ ہزار سال گذر گئے۔ ہمارے آدم کو تو ضرور گذر گئے۔ مگر نسل انسانی کے آدم کو شاید لاکھوں یا کروڑوں گذرے ہوں ان کو جب یاد کیا جاتا ہے۔ تو تعظیم سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کے مقابلہ میں بڑے بڑے بادشاہوں کو کوئی اس طرح یاد نہیں کرتا۔ مصر و شام و ہندوستان وغیرہ ممالک میں ہزاروں بڑے بڑے بادشاہ گذرے ہیں۔ مگر آج انہیں کوئی یاد کرنے والا نہیں۔

قادیان کو شرف

قادیان کو ہی دیکھ لو دنیا منتظر تھی کہ مہدی موعود عرب میں ہوگا اور سادات کے گھرانے سے ہوگا مگر ہندوستان کے کونے میں ایک بستی کو یہ شرف حاصل ہوا۔

دیکھ لو اس مجلس میں آج بڑے بڑے اعلیٰ خاندان کے سید بیٹھے ہیں۔ جن کی غلامی کا دوسرے لوگ فخر کرتے تھے۔ مگر وہ اپنے لئے مسیح موعودؑ کی غلامی کا فخر کر رہے ہیں۔ وہ لوگ جو بڑے بڑے رئیس تھے۔ کسی کی طاقت نہ تھی کہ ان کے برابر بیٹھ سکے۔ اس سلسلہ میں داخل ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھنے والے شخص کی غلامی کا فخر کر رہے ہیں۔ یہ صرف خدا تعالیٰ سے تعلق کی وجہ سے ہے۔ اگر تقویٰ اللہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق نہ ہوتا۔ تو میں کہتا ہوں۔ وہ کونسی خصوصیت تھی دنیا کی۔ کہ جس سے ہم دنیا کے بڑے بڑے لوگوں کو جھکا سکتے تھے۔ ایک ہندو نے سنایا جو قادیان کا تھا کہ مرزا صاحب بہت بزرگ تھے۔ ان کی بزرگی میں کیا شک ہے۔ ہم لوگ جب باہر جائیں۔ اور لوگوں کو پتہ لگے کہ قادیان کے ہیں۔ تو وہ اپنے گھر لے جاتے ہیں۔ اور بڑی خاطر اور بڑا ادب کرتے ہیں اس لئے کہ ہم قادیان کے رہنے والے ہیں۔ تو نہ صرف حضرت صاحب کو بلکہ گاؤں کو عزت حاصل ہوئی بیرونی لوگ جو یہیں رہنے والے غیر مذاہب کے لوگ ان کا بھی ادب کرتے ہیں۔ یہ محض تقویٰ اور تعلق باللہ کا نتیجہ ہے کہ جس کے بعد کوئی رسوائی نہیں رہ جاتی۔ اسی تقویٰ اللہ کو اسلام نے نکاح میں مدنظر رکھوایا ہے۔

دو شادیاں

میرا دل کانپ جاتا ہے۔ جب خیال آتا ہے کہ قریب قریب کے زمانے میں دو شادیاں ہوئیں۔ ایک عبداللہ کی شادی ہوئی اور ایک ابوجہل کے باپ کی۔ زیادہ خوشیاں ابوجہل کے باپ کی شادی پر کی گئی ہونگی۔ مگر اسوقت کون کہہ سکتا تھا کہ ایک شادی کے نتیجہ میں وہ لڑکا پیدا ہوگا۔ جو نہایت اعلیٰ درجہ کا انسان ہوگا۔ اور تمدن کیا دنیاوی علوم بھی بدل دیگا۔ دنیا کی کایا پلٹ دیگا۔

اور دوسری شادی کے نتیجہ میں وہ لڑکا ہوگا۔ جو ہمیشہ لعنت کا مورد ہوگا۔ اور ظلمت کے فرزندوں میں سے سب سے بڑھ کر ظلمت کا حصہ لیگا۔ اگر ابوجہل کے باپ کو یہ معلوم ہوتا۔ کہ اس کی شادی کے نتیجہ میں ایسا لڑکا پیدا ہوگا۔ تو میں خیال کرتا ہوں وہ ساری عمر کنوارا رہنا پسند کرتا۔ اور کبھی شادی نہ کرتا۔ اس کے مقابلہ میں اگر دنیا کے لوگوں کو یہ معلوم ہو جاتا کہ عبداللہ کی شادی سے ایسا عظیم الشان انسان پیدا ہوگا۔ تو دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ اپنی لڑکیاں پیش کرتے۔ مگر شادی کے وقت کس کو علم ہوتا ہے کہ کیا نتیجہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ شادی کا اثر چند دن تک ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ سینکڑوں ہزاروں سال تک چلتا ہے۔

خاندان کا اثر

تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ انسان کے خیالات ہزاروں سال تک محفوظ رہ سکتے ہیں۔ امریکہ میں حال ہی میں ثابت ہوا ہے کہ امریکہ کے جتنے بڑے بڑے بادشاہ تھے۔ وہ سب ایک خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اور تمام ظالم و سفاک لوگ ایک خاندان سے تھے۔ اسقدر تحقیقات ہوئی ہے کہ دو شخص انگلستان سے ہجرت کر کے امریکہ گئے۔ وہاں ایک کی اولاد سے اسوقت تیرہ سو کے قریب افراد موجود ہیں۔ اور دوسرے کی اولاد سے بارہ سو موجود ہیں۔ پہلے شخص کی اولاد میں سے اسوقت ۱۱۹۵ آدمی ایسے ہیں۔ جو گریجوایٹ ہیں۔ اور مختلف عہدوں پر ممتاز ہیں۔ ان میں سے کئی تو کالجوں کے پرنسپل ہیں کئی بڑے بڑے بنکوں کے افسر ہیں۔ کئی وزرار ہیں۔ اور صرف ۱۰۰ ایسے آدمی ہیں۔ جو معمولی درجہ کے ہیں۔

مگر دوسرا خاندان جس میں دماغی نقص تھا۔ سوائے دس آدمیوں کے باقی سب ایسے ہیں۔ جو یا تو جیل خانوں میں قید ہیں یا پھر پور ہوسز (Poor Houses) میں داخل ہیں۔ کئی چور ہیں۔ کئی ٹھگ ہیں اسی طرح ایک شخص کا پتہ لگا ہے کہ اس کے خاندان میں ۴۰۰ یا ۵۰۰ کے قریب افراد ہوئے وہ تمام مجرم پیشہ ہیں اب انکی وجہ سے سوال پیدا ہوا ہے کہ آئندہ انہیں شادی نہ کرنے دی جاوے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ایک شادی کا اثر کہاں تک پہنچتا ہے۔ پس ہر مومن کا فرض ہے کہ وہ ایسے امور میں تقویٰ اللہ کا بہت زیادہ خیال رکھے۔ یہ پہلا سبق ہے۔ جو اسلام نے نکاح کے متعلق سکھایا ہے۔

باہمی تعلقات کی وجہ سے عزت و عظمت

انسان کے چونکہ نکاح کے بعد بنی نوع انسان سے تعلقات وسیع ہوتے ہیں۔ اس لئے دوسرا سبق نکاح سے یہ ملتا ہے۔ کہ انسان رشتوں کے اعزاز کو مدنظر رکھے۔ اور کوشش کرے کہ تعلقات بڑھیں گھٹیں نہ۔ باہمی تعلقات کی وجہ سے بھی انسان کی عزت و عظمت میں فرق پڑ جاتا ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے کہ ہم عزیز ہیں۔ اس لئے کہ ہمارے اردگرد کے لوگ بھی عزت والے ہیں۔ مگر (اے مخاطب) تم ذلیل ہو۔ کیونکہ تمہارے اردگرد کے لوگ ذلیل ہیں پس جس کی رشتہ داریوں کی وجہ سے ذلت ہو۔ وہ بہت ہی ذلیل ہے۔ اسلام بتاتا ہے کہ مومن کو رحموں کے تعلقات کے اعزاز کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اور ان سے کوشش کرنی چاہیئے کہ باہمی تعلقات زیادہ خوشگوار ہوں۔ لیکن ہندوستان میں عام طور پر

یہ ہوتا ہے۔ کہ لڑکی والے کوشش کرتے ہیں کہ لڑکے کو ماں باپ سے علیحدہ کرادیں۔ اس کے لئے بہت جھگڑے ہوتے ہیں۔ میرے پاس بھی کئی جھگڑے آتے ہیں۔ حالانکہ ماں باپ نے جو سلوک کیا ہوتا ہے وہ معمولی نہیں ہوتا۔ بچہ کے لئے ماں باپ جو قربانیاں کرتے ہیں۔ ان کا بدلہ کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ پس دوسرا سبق مومن کو نکاح میں اسلام یہ دیتا ہے کہ وہ تعلقات کے اعزاز کو مدنظر رکھے۔ لڑکی والے لڑکے والوں کو تکلیف نہ دیں۔ اور لڑکے والے لڑکی والوں کو تکلیف نہ دیں۔ بلکہ وہ دونوں ایسے رہیں کہ باہمی محبت میں ترقی ہو۔ جس عزیز کا آج نکاح ہے۔ وہ اس گھر میں سے ہے۔ جو ہمیشہ نصائح سنتے رہتے ہیں اس لئے امید ہے۔ کہ وہ ان نصائح پر عمل کرنے کی کوشش کرے گا۔

عزیز رشید احمدؐ کا نکاح عزیز میاں بشیر احمد صاحب کی لڑکی سے قرار پایا ہے۔ جد کے لحاظ سے دونوں ایک ہی سلسلے میں منسلک ہو جاتے ہیں۔ چونکہ عزیزم رشید احمدؐ ہمیشہ ہم میں ہی رہے ہیں۔ اور دینی تحصیل کی اور ارادے ہی ہیں۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں۔ کہ وہ نکاح کے فرائض کو پورا کریں گے۔ عزیزم میاں بشیر احمد صاحب نے میرے ہی سپرد یہ معاملہ کیا ہے۔ انہوں نے پہلے سے میری رائے پر یہ کام چھوڑا ہوا تھا۔ اور میں نے ہی یہ رشتہ پسند کیا ہے۔ اس عہد کے مطابق ان کی طرف سے اب بھی میں ہی بولوں گا۔ اور قبول کروں گا۔

خاندان مسیح موعودؑ کے بچوں سے امیدیں

ہمارے مدنظر صرف ایک ہی چیز ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم چاہتے ہیں۔ ہمارے بچے اور ہمارے داماد اپنی زندگیوں کو محض خدا کے لئے وقف کریں۔ لوگ دنیا میں مختلف چیزیں مدنظر رکھتے ہیں۔ مگر ایک مسلم کے لئے صرف بذات الدین ہی ہے۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں۔ کہ عزیز رشید احمدؐ ہماری حسن ظنی کو پورا کریں گے۔ میں جانتا ہوں کہ اس وقت ایسی رو چلی ہوئی ہے کہ ہر شخص دنیوی ترقی چاہتا ہے۔ میں اس کا مخالف نہیں ہوں۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ دنیوی ترقی بھی دین کے ماتحت ہو۔ اور اس میں بھی ہماری غرض دین ہی ہو۔ عزیزہ امۃ السلام میرے بھائی کی لڑکی ہے۔ مگر میں اپنی لڑکی کے متعلق بھی یہ پسند کروں گا کہ اگر دنیا میں کوئی دیندار نہ رہے۔ اور ایک چوہڑا مسلمان ہو کر خدا کا محبوب ہو۔ تو میں اسی کو سب سے ترجیح پسند کروں گا۔ اور قطعاً پروا نہ کروں گا کہ میں بڑے خاندان سے ہوں۔ اور علم والے خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ اور وہ ادنیٰ قوم سے ہے۔ میں صرف خدا کی یاد کی خوبی کو سب سے بڑی خوبی جانوں گا۔

بعض لوگ قوموں کی تفریق کو مٹانے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ راجپوتوں میں سے چھوت وغیرہ کا لحاظ اٹھا دینا چاہیئے۔ لیکن جب ان کی حالت پر نظر کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود ادنیٰ قوم سے ہوتے ہیں۔ اور قومیت کو مٹانے کی کوشش سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ ان کی لڑکیاں بڑے بڑے گھرانوں میں جائیں۔ میرے پاس کئی ایسے لوگوں نے آکر کہا کہ اس تفریق کو مٹا دیا جاوے۔ مگر میں نے کہا۔ جب تک تم خود سچی کوشش نہ کرو گے۔ اور اپنی لڑکیاں محض دینداری کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کو نہ دو گے تب تک تم کامیاب نہ ہو گے۔ ہمارا خاندان ایسا ہے جو عزت والا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ جب ہم ایک آدم کی اولاد ہیں۔ تو سوائے دینی حالت میں گرا ہوا ہونے کے اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ جو کسی کو ادنیٰ قرار دے۔

عزیز رشید احمدؐ سے توقعات

پس ہم امید کرتے ہیں کہ عزیز رشید احمدؐ اپنی زندگی محض دین کے لئے وقف کریں گے۔ وہ یاد رکھیں کہ وہ ایک ایسے انسان کے پوتے ہیں۔ جو دنیا میں ایک عظیم الشان تغیر کرنے آیا تھا۔ وہ تغیر شروع ہو چکا ہے۔ اور ایک دن ہو کر رہے گا۔ بڑے بڑے بادشاہ بڑی بڑی قومیں اور بڑی بڑی حکومتیں اس کے آگے روک نہیں ہو سکتیں۔ علماء و اُمراء اس تغیر کو روک نہیں سکتے۔ وہ تغیر ہوگا۔ اور ضرور ہو کر رہے گا۔ مگر کیا ہی بدقسمتی ہوگی۔ اگر غیر آکر اس میں ممد ہوں۔ اور اس کام میں حصہ لیں۔ مگر ہم محروم رہیں۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ ایک شخص چشمے کے کنارے بیٹھا ہوا ہو۔ دوسرے لوگ تو اس سے مٹکے اور مشکیں بھر کر لے جائیں۔ اور سیراب ہوں۔ وہاں سے نالیاں نکال کر لے جائیں۔ اور اپنے کھیتوں کو سیراب کریں۔ مگر وہ شخص اپنے حلق کو بھی تر نہ کرے۔ عزیز رشید احمدؐ کو سمجھنا چاہیئے کہ ان کے فرائض بہت ہیں ان کو زید و بکر کا نمونہ دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان کے گھر میں نمونہ موجود ہے۔ وہ دیکھیں کہ وہ مسیح موعودؑ کی اولاد سے ہیں۔ اور مسیح موعودؑ کا عظیم الشان اسوہ حسنہ ان کے لئے موجود ہے۔ اس لئے نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ ان کے دادا ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو دنیا کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے میں علمی طور پر بتلاتا ہوں کہ میں نے حضرت صاحب کو والد ہونے کی وجہ سے نہیں مانا تھا۔ بلکہ جب میں گیارہ سال کے قریب کا تھا تو میں نے مصمم ارادہ کیا تھا۔ کہ اگر میری تحقیقات میں وہ نعوذ باللہ جھوٹے نکلے۔ تو میں گھر سے نکل جاؤں گا۔ مگر میں نے ان کی صداقت کو سمجھا۔ اور میرا ایمان بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ جب آپ فوت ہوئے۔ تو میرا یقین اور بھی بڑھ گیا۔ اور میں نے سمجھا کہ اب کام بڑھ گیا ہے۔ میری عمر اس وقت انیس ۱۹ برس کی تھی۔ میں نے اس وقت آپ کی لاش کے پاس کھڑے ہو کر عہد کیا تھا کہ اے خدا میں تجھے گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اگر ساری دنیا بھی مرتد ہو جاوے۔ تو بھی میں آپ کی تحریک کو جاری رکھوں گا۔ یہ میرے اس وقت کے جذبات تھے۔ جب میں نے آپ کے سرہانے کھڑے ہو کر یہ عہد کیا تھا۔ میں نے یہ عہد آج تک بھلایا نہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے بھولنے نہیں دیگا اور عملاً اس کے لئے جو توفیق دیگا۔ وہ اس کا احسان ہوگا۔ حضرت صاحب کوئی نیا دین نہ لائے تھے اور نہ کوئی جدید مذہب لے کر آئے تھے۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ آج کل کے لوگ اسلام جیسے مذہب

کو ایسی بھدی شکل میں پیش کرتے ہیں کہ کوئی عقلمند انسان اسکو قبول نہیں کر سکتا۔ اگر ان کی تفسیر و تشریح کو دیکھا جاوے۔ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ آپ نیا دین نئی شریعت اور نیا قرآن لائے تھے۔ اور اگر حقیقت کو مدنظر رکھا جاوے۔ تو حضرت صاحب کوئی نئی چیز لے کر نہیں آئے تھے۔ آپ نے وہی کچھ پیش کیا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دنیا کو دکھایا پس جس کام کے لیئے وہ تشریف لائے تھے۔ اسکی اشاعت کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ عزیز رشید احمد بھی اپنی زندگی اسی کام کے لیئے صرف کرینگے ×

کامیابی کا طریق

جب تک ہم اپنی عمروں کو خرچ نہ کرینگے۔ ہم غالب نہ آئینگے

اس وقت دنیا میں کسی قوم کے مخالف اتنے نہیں جتنے ہمارے مخالف ہیں۔ ہم زبان کی طرح دانتوں کے درمیان ہیں۔ پھر زبان تو بتیس دانتوں کے درمیان ہوتی ہے۔ مگر ہم سینکڑوں دانتوں کے درمیان ہیں۔ اسی لئے حضرت صاحب نے فرمایا ہے ؎

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

جب تک، ہر فرد ہم میں سے اس کربلا میں ساری عمر کی بھوک و پیاس برداشت نہیں کریگا۔ تب تک ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اور یہی ہمارا مقصد وحید ہونا چاہیئے بے شک دنیا کے کام کرو۔ مگر تمام کاموں میں ایک ہی کام مدنظر ہو۔ اور وہ یہ کہ ہم نے دین اسلام کو دنیا پر غالب کرنا ہے۔ جیسے خدا تعالیٰ قرآن شریف میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔ ومن حیث خرجت فول وجھک شطر المسجد الحرام۔ اے رسول جس مقابلہ کے لیئے نکلو۔ خواہ وہ بدر کا ہو یا احد کا یا خیبر کا۔ کوئی مقابلہ ہو۔ ہر مقابلہ میں مسجد حرام کی فتح کا خیال رکھو کہ وہ فتح ہو جاوے۔ اسی طرح ہم کوئی کام کریں ہمارا مقصد وحید یہی ہونا چاہیئے کہ ہم نے اسلام کو تمام دنیا میں پھیلانا ہے۔ ہماری اولاد ہماری بیویاں، ہمارے بچے۔ ہمارے مال۔ ہماری آبروئیں تمام قربان ہو جاویں۔ تو کوئی حرج نہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

اسوقت عزیز رشید احمد کے نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔ جو کہ پانچ ہزار روپیہ مہر پر عزیزہ امۃ السلام سے جو کہ عزیزم میاں بشیر احمد صاحب کی بڑی لڑکی ہے۔ قرار پایا ہے۔ لڑکی کی طرف سے میں منظور کرتا ہوں۔

ایجاب و قبول کے بعد فرمایا:۔

اب میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ ان کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ جن کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے۔ پھر ان کے خاندان میں اب ایک ہی وجود ایسا ہے۔ جس نے ابھی تک اس ہدایت کو قبول نہیں کیا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے۔ ان کے لئے بھی دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ لوگ سوتیلے بھائیوں میں فرق کرتے ہیں۔ مگر میں تو کوئی فرق نہیں سمجھتا۔

ایک انگریز نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا مرزا سلطان احمد صاحب تمہارے حقیقی بھائی ہیں۔ چونکہ میں ان کو حقیقی ہی سمجھتا ہوں۔ میں نے کہدیا کہ ہاں وہ حقیقی بھائی ہیں۔ بعد میں مجھے خیال آیا۔ وہ میری اصطلاح نہیں جانتا ہوگا۔ کہیں مجھے جھوٹا ہی خیال نہ کرے۔ غرض جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے۔ میں برابر ان کے لئے دعا کرتا رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ میں سنتا رہتا ہوں۔ وہ احمدیت کو ہدایت کی راہ ہی خیال کرتے ہیں۔ مگر کوئی روک ہے جس کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ اس روک کو ہٹا دے۔ آمین

اسکے بعد دعا کی گئی ×

رجسٹری امریکہ

امریکہ سے مولوی محمد دین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ وہاں کے محکمہ ڈاکخانہ نے یہ قانون بنایا ہے کہ جو رجسٹریاں غیر ممالک سے داخل ملک امریکہ ہوں ان پر یہ الفاظ لکھے ہوئے ہونے چاہئیں:۔ "Open ... Custom Official" جس رجسٹری پر یہ الفاظ نہ ہونگے

بہائی فتنہ شیطانی تحریک ہے اور ہم شہاب ثاقب

مورخہ ۳۰ رمئی کو نماز مغرب کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے ان چالیس اصحاب مسیح موعود کو باریاب مجلس شوریٰ فرمایا۔ جن کو ایک ہفتہ سے استخارہ کے لئے ارشاد فرما رکھا تھا۔ حضور نے دریافت کیا۔ کہ اگر کسی دوست کو کوئی رؤیا ہوئی ہو تو وہ سنا دے۔ بعض رؤیا آنے والے فتنوں کی خبر دیتی تھیں۔ اسی سلسلہ میں بہائیوں کے فتنے کا ذکر آ گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ پہلے محض بعض دوستوں کے کہنے سے اس کی طرف توجہ کی ہے۔ اور چند لیکچر ہوئے ہیں۔ میں جتنا بھی غور کرتا ہوں۔ یہ کوئی مذہب نہیں۔ بلکہ مذہب کے ساتھ ایک مخول ہے۔ اور خدا نے اس کے متعلق مجھے ایسا علم دیا ہے۔ کہ ان کی ہستی سلسلہ احمدیہ کے مقابلے میں ایک مچھر کی مانند ہے۔ دراصل بعض لوگوں کو اس اشتراک کی وجہ سے تذبذب ہوتا ہے۔ جو بعض دلائل حقانیت میں ہے۔ وجہ یہ کہ بہاء اللہ زمینی آدمی تھا۔ آسمان سے آنیوالے نے جو دلائل دیئے تھے۔ انہیں سے بعض اس نے خواہ مخواہ اپنے پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس کا کذب ظاہر ہے (اسکے بعد حضور کی آواز جلالی ہو گئی اور جوش سے فرمایا) کہ انکی ہستی کیا ہے وہ اگر ہمارے مقابل پر آئیں تو ایک مچھر کی مانند مسل ڈالے جائینگے (ٹھیک جس وقت یہ الفاظ آپ نے فرمائے ایک نہایت روشن شہاب ثاقب آسمان کی فضاء میں ظاہر ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ کوئی بجلی کا لیمپ یکدم لے آیا ہے) حضور نے اپنی تقریر کو مسلسل رکھتے ہوئے فرمایا دیکھو آسمان بھی اس پر گواہی دیتا ہے۔ اور خدا نے بتا دیا ہے کہ ہم اس شیطانی تحریک کے لئے شہاب ثاقب ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ اسوقت سوا نو بجے تھے۔ مجلس شوریٰ پونے بارہ بجے ختم ہوئی۔ (الحکم قادیان)

وصیت نمبر ۲۱۰۵

میں صفیہ بانو زوجہ محمد یامین قوم شیخ ساکن قادیان ڈاک خانہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

(۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ از قسم زیور سونا چاندی صرف ۲۰ روپیہ مہر بذمہ خاوند مبلغ ۷۵ روپیہ کل ۹۵ روپیہ۔ میں حتی الامکان کوشش کرونگی کہ اس کا دسواں حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کر دوں۔ اگر میں الیسا نہ کر سکوں۔ تو میرے ورثاء پر فرض ہوگا۔ کہ وہ حصہ وصیت کو ادا کر دیں۔

العبد:۔ صفیہ بانو ۲۸ر اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء

گواہ شدہ:۔ محمد یامین تاجر کتب قادیان خاوند موصیہ ۲۸ر اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء

گواہ شد:۔ خاکسار محمد دین عفی اللہ عنہ محرر جلسہ سالانہ سنہ ۲۳ء ۲۸ر اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء

وصیت نمبر ۲۱۰۲

میں سید بی بی زوجہ محمد شاہ قوم سید سکنہ نواں پنڈ احمد آباد ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاوے گی۔

میری موجودہ جائداد [illegible] کی ہے۔ میں بیوہ ہوں۔ اور کوئی جائداد زیور نہیں ہے۔ میری وصیت رحم فرما کر منظور فرمائی جاوے۔ والسلام

العبد:۔ سید بی بی سیدانی بیوہ محمد شاہ سید

گواہ شد:۔ سندھی شاہ بقلم خود

گواہ شد:۔ محمد حسین ولد محمد شاہ سید سکنہ نواں پنڈ احمد آباد

وصیت نمبر ۱۶۶۰

میں مسمات متاب بی بی بنت قادر جو قوم کشمیری ساکن چونڈہ ڈاک خانہ چونڈہ۔ تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میری وفات کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے دسواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ جائداد وصیت کردہ سے منہا کر دیجائے

(۳) میری موجودہ جائداد غیر منقولہ ایک مکان سکونتی بعمارت خام واقعہ محلہ ماچھیواڑہ اندرون قصبہ چونڈہ ہے۔ جس کی قیمت یکصد روپیہ ہے۔ اسکے دسواں حصہ یعنی عـــہ روپیہ کے وصیت کرتی ہوں۔ میری منقولہ جائداد کوئی نہیں ہے۔

(۴) اگر میری وفات کے وقت میری جائداد کم و بیش بمقابلہ جائداد فقرہ ۳ ہو جاوے تو موجودہ جائداد بوقت وفات میرے کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ مسمات متاب بی بی بنت قادر جو قوم کشمیری ساکن چونڈہ۔ ضلع سیالکوٹ

گواہ شد:۔ مولوی مہر الدین سیکرٹری انجمن احمدیہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ۔

گواہ شد:۔ مولوی لعل دین امام مسجد احمدیہ قصبہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ۔

وصیت نمبر ۲۱۱۷

میں محمد الدین ولد میاں عنایت اللہ صاحب معمار قوم بھٹی ساکن سہجووال ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کروں۔ اور رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاوے گی۔

(۳) میری جائداد منقولہ و غیرہ منقولہ حسب ذیل ہے۔ دو عدد مکان سکونتی سہجووال قیمتی ۱۶۰ـــ۔ اراضی مملوکہ ۵ مرلہ قیمتی [illegible]۔ اراضی مقبوضہ رہن ۹ کنال زر رہن [illegible] صندوق چوبی شیشم قیمتی للعہ برتن ہائے و پارچات ضروریہ قیمتی [illegible]۔ گائے قیمتی [illegible]۔ ایک عدد مکان سکونتی در قادیان محلہ دار الرحمت قیمتی قیمت [illegible] جس کا ۱/۳ حصہ ما [illegible] ہے۔ جسکی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں انشاء اللہ تعالے اس رقم کو اپنی زندگی میں ادا کر دینے کی کوشش کرونگا اور اگر میں کسی صورت سے ادا کرنے سے رہجاؤں تو میرے ورثا اس کے ادا کرنے کے ذمہ دار ہونگے۔ اور اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد وغیرہ پیدا ہو۔ تو اس پر بھی صدر انجمن احمدیہ اسی حصہ نسبت سے مالک ہوگی۔ فقط۔ مورخہ ۲۱ر دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء

العبد:۔ مستری محمد الدین معمار موصی ساکن سہجووال۔ ضلع شیخوپورہ۔ محمد الدین بقلم خود

گواہ شد:۔ محمد اسماعیل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان ۲۱ر دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء

گواہ شد:۔ محمد عبد العزیز جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ بھینی شرق پور۔ ضلع شیخوپورہ

اشتہار

قابل قدر جرمن ادویہ

نیور الیستھین موتی

صرف ایک شہر سے دو سو بوتل ماہوار کا آرڈر

نیور الیستھین موتیوں کا اشتہار آپ الفضل میں پڑھتے رہے ہیں۔ چار مہینے میں ہی ان کی شہرت ہندوستان میں اس قدر بڑھ گئی ہے کہ چاروں طرف سے آرڈر چلے آرہے ہیں۔ پچھلے ماہ میں تین سو بوتل وصول ہوئی تھی۔ وہ دس دن میں لگ گئی۔ پھر بذریعہ تار ایک ہزار بوتل کا اور ہمیں آرڈر دینا پڑا۔ اور اس وقت تین سو بوتل کے آرڈر قابل تعمیل پڑے ہیں۔ اور آئندہ پانچ سو بوتل ہر ماہ بھیجے جانے کا انتظام کیا ہے۔ بلکہ امید نہیں ہے۔ کہ یہ کافی ہو۔ چونکہ اس وقت دوا آرہی ہے۔ فوراً درخواستیں دیجئے۔ تا دیر تک انتظار نہ کرنا پڑے۔ کیونکہ ہم سب سے پہلے پہلی درخواستوں کی تعمیل کرتے ہیں۔ نیور الیستھین موتی گرمی میں بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔ بلکہ گرمی کے کمزور کر دینے والے اثر کو دور کر دیتے ہیں۔ ہاں دوائی کی خوراک نصف کر دینی چاہیئے۔ ان موتیوں کی تاثیر کے نئے سے نئے انکشاف ہو رہے ہیں۔ ایک صاحب جو مرض خنازیر سے سخت دبلے ہو گئے تھے۔ لکھتے ہیں۔ میں نے دس دن میں ایک سیر وزن حاصل کیا ہے۔ ایک وکیل صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ کام کرتے وقت ان کو بے ہوشی کی سی حالت ہو جاتی تھی اب وہ خوب کام کرتے ہیں۔ اور اپنے دوستوں میں موتیوں کی شہرت کا باعث ہیں۔ ایک سب انسپکٹر صاحب لکھتے ہیں۔ دو شیشیاں طلب کی تھیں۔ دونوں ہی نے بانٹ لیں۔ جلد اور دو بوتلیں ارسال کریں۔ ایک جگہ ایک انگریز رئیس نے ان کا استعمال کیا۔ اب ان کی کوشش سے دو سو بوتل ماہوار کا آرڈر ہمیں موصول ہوا ہے۔ یہ موتی بے خوابی۔ کمزوری۔ حافظہ کی کمی۔ سستی۔ کمر یا سر کے پرانے درد دوران سر۔ قوت باہ کی کمی۔ ذیابیطس۔ دبلاپن۔ سل کی ابتدائی حالت۔ رگوں کے موٹے ہو جانے۔ اعصاب کی کمزوری۔ دل کی دھڑکن۔ ہاضمہ کی خرابی۔ دودھ پلانے والی ماں کے کمزور بچہ اور بڑھاپے کے اثرات کے لئے نہایت مفید ہے۔ قیمت ایک بوتل للعہ تین بوتل عـہ

ہاضمہ کا نمک

یہ نمک قبض۔ اسہال۔ خون کی خرابی۔ جوڑوں کی دردوں۔ بخار۔ پرانے نزلہ۔ کمر درد۔ سوئے ہضمی سستی کیلئے ازبس مفید ہے۔ کئی ہسپتالوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اور تمام یورپ اور امریکہ میں مشہور ہے۔ اس کا نام۔ ایچ۔ بی۔ ڈی سالٹ ہے۔ اور قیمت فی بوتل ایک روپیہ ۸ر (دہر)

آسی کیلسین نمبر ۱ و ۲

مرض اٹھرا کا مجرب علاج

بعض عورتیں ایام حمل میں بیمار رہتی ہیں۔ اور انکے بچے چھوٹے چھوٹے فوت ہو جاتے ہیں۔ امریکہ اور آسٹریا میں ایک لمبے تجربہ کے بعد معلوم کیا گیا ہے۔ کہ ان کا سبب ماؤں کے جسم میں کیلسیم سالٹس کی کمی ہے۔ چنانچہ بیس سال کے تجربہ کے بعد جو جانوروں اور انسانوں پر کیا گیا ہے۔ آسی کیلسین دوا ایجاد کی گئی ہے۔

آسی کیلسین نمبر ۱ } ان ماؤں کے لئے جو ایام حمل میں بیمار رہتی ہے۔ یا ان کے بچے کمزور پیدا ہوتے ہیں۔

آسی کیلسین نمبر ۲ } ان بچوں کے لئے جو کمزور پیدا ہوتے ہیں۔ یا بعد پیدائش کے بیمار رہتے ہیں۔ یا جن کے بھائی بہن بچپن میں مر جاتے ہیں۔ قیمت نمبر ا للعہ۔ نمبر ۲ للعہ فی بکس

کالی کلوریکم } زخمی مسوڑوں اور دانت اور منہ کی امراض کا بےنظیر علاج ہے۔ قیمت فی ٹیوب ۱۰ر

ڈوسن ڈانٹ } منہ اور دانتوں کے صاف رکھنے اور بیماری کے روک تھام کرنے کے لئے نہایت مفید دوا ہے۔ قیمت ۱۰ر

نیزالور } نزلہ روکنے کا آلہ۔ اسے دن میں تین دفعہ سونگھنے سے پہلے نزلہ کے بار بار کے دورے اللہ تعالےٰ کے فضل سے رک جاتے ہیں۔ قیمت ۱۰ر

یوری کیلسین } جوڑوں کے درد اور گنٹھیا کا نہایت مجرب علاج۔ قیمت سے ر

ملیریا کا حقیقی علاج } بعض لوگ کونین کو ملیریا کا علاج سمجھتے ہیں۔ حالانکہ علاج وہ ہے۔ جو ملیریا کو روکے۔ ملیریا مچھر سے پیدا ہوتا ہے۔ ملیریا کا علاج وہ دوا ہے۔ جو مچھر کو دور کرے۔ اور اس کے زہر کو فوراً دور کرے ہماری دوا۔ ماسکٹیوزول کریم کو ہاتھ منہ اور پاؤں پر چار پانچ رتی مل لینے سے مچھر نزدیک نہیں آتا۔ اور اگر کسی وقت دوڑ کر حملہ بھی کرے۔ تو اس کے زہر کا یہ دوا وہیں ازالہ کر دیتی ہے۔ ملیریا کا اس سے بہتر علاج کوئی نہیں۔ قیمت فی ٹیوب عـہ ر

دی ایسٹرن ٹریڈنگ کمپنی۔ قادیان ضلع گورداسپور

مختصر خبریں

—— شیخ شاہد حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا ر تعلقہ دار گدیہ مالک اخبار "ہمدم" کا ۲۹-۳۰ مئی کی درمیانی شب کو شملہ پر یکایک انتقال ہوگیا۔

—— اخبار ملاپ (۴ر جون) کا ایک نامہ نگار موضع جات منڈلانہ و سکندر پور ضلع سہارن پور کے متعلق لکھتا ہے:- ۲۷ مئی کو دن کے ۳ بجے آندھی کی شکل میں ایک عجیب طوفان قیامت رونما ہوا۔ چاروں طرف آتشی گولے برس رہے تھے۔ بڑے بڑے مکان اپنے آپ کو اس آگ کی نذر کر رہے تھے۔ صدہا مویشی اس کی نذر ہو گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ آگ نہ تھی۔ بلکہ قہر الٰہی بندگان خدا پر نازل ہوا تھا۔ صبح کے تین بجے تک آگ کا سلسلہ جاری رہا۔ ہزارہا انسان تباہ ہو گئے۔

—— امرتسر میں ایک جگہ کے متعلق مسلمانوں اور اکالیوں میں تنازعہ پیدا ہو گیا ہے۔ جس پر پولیس نے قبضہ کر لیا ہے۔ ڈاکٹر کچلو کی رائے یہ تھی۔ کہ مسلمان سکھوں کے مطالبات منظور کرلیں۔ مگر مسلمان اس بات کے مخالف تھے۔

—— ڈاکٹر رابندرا ناتھ ٹیگور آج کل چین میں ہیں۔ انہوں نے شہر پیکن میں معزول شاہ چین سے ملاقات کی۔

—— الٰہ آباد ۳۰ر مئی۔ اگرچہ خوست کی صورت حالات میں معتدبہ ترقی ہوگئی ہے۔ تاہم بعض جگہ سے جنگ و جدل کی خبریں آرہی ہیں۔ ماتون کے نزدیک باغیوں کی مستعدی میں بہت کم فرق آیا ہے۔ حال میں وہاں ایک معرکہ ہوا۔ جس میں سرکاری فوجوں نے باغیوں کے حملہ کو پسپا کر دیا۔ افغانی عہدہ داروں کو اس بات پر بھروسہ ہے۔ کہ انہوں نے بغاوت پر قابو پالیا ہے۔

—— سکھوں اور گورنمنٹ کے درمیان سمجھوتہ کی خبریں اڑ رہی ہیں۔ اور دو باتوں سے ان کی تصدیق بھی ہوتی ہے۔ اوّل یہ کہ سکھ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ شکایت لیکر گورنمنٹ کے پاس نہیں جاتے۔ بلکہ بطور مدعا علیہ جاتے ہیں۔ اسی لئے وہ بھائی پھیرو میں گرفتار ہو رہے ہیں۔ مگر اب سنتو کھ سر و اتعہ امرتسر کی قطعہ اراضی کے معاملہ میں وہ گورنمنٹ کے پاس مسلمانوں کے خلاف مدد کے لئے گئے۔ اور انہی کی درخواست پر سرکار نے اراضی مذکور پر قبضہ کیا ہے۔ نیز اکالی اخباروں کی ڈاک کھل گئی ہے۔ ان نشانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اندر اندر سمجھوتہ ہو چکا ہے۔ (سیاست ۲ر جون)

—— پونہ ۳۰ر مئی آج صبح بھارت اتہاس سنشودھک منڈل (دائرۃ التاریخ ہند) کا بیسواں سالانہ جلسہ مسٹر سی۔ اے۔ ویدیا کی صدارت میں منعقد ہوا۔ انہوں نے اپنے مضمون میں ان اسباب و وجوہات کا تذکرہ کیا جن کی وجہ سے ہندوؤں کو محمود غزنوی کے مقابلہ میں ہزیمت اٹھانی پڑی تھی۔ آپ کے بیان کردہ اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ گوتم بدھ کے فلسفہ نے ہندوؤں کی روح کو پامال کر دیا تھا۔

—— لنڈن ۲۸ر مئی۔ وی آنا میں آجکل خودکشی کے واقعات کا طوفان امڈا ہوا ہے۔ پولیس کو اطلاع ملی ہے کہ گذشتہ دو روز میں خودکشی کے ۱۴ حادثات ہوئے۔

—— لنڈن ۲۹ر مئی۔ اٹلی کی تاریخ میں سب سے بڑے مقدمہ کی کارروائی شروع ہو گئی۔ ۱۳۸ انارکسٹوں اور اشتراکیوں پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ ایمپولی میں جو قتل عام ہوا تھا۔ اس کی ذمہ واری ان پر عائد ہوتی ہے۔ اٹلی کے دستور کے مطابق تمام ملزم ایک پنجرے میں بند کر دئے گئے ہیں۔ شہادت کے لئے ۶۰۰ گواہ طلب کئے گئے ہیں۔ وکلائے صفائی کی تعداد ۵۰ ہے۔ مقدمہ کے خاتمہ پر جیوری کو ۳۰۰۰ سوالات کے جوابات دینے پڑینگے۔

—— لنڈن ۲۸ر مئی۔ قسطنطنیہ میں موصل کے مسئلہ پر جو گفتگو ہو رہی تھی۔ وہ بند ہو گئی ہے۔

—— ماسکو ۲۷ر مئی۔ حکومت سوویٹ کی مرکزی مجلس انتظامیہ نے لینن گراڈ کو بذریعہ تار اطلاع دیکر حکم دیا ہے کہ ۱۷ مجرموں کو جو سزائے موت دیگئی ہے۔ وہ ابھی ملتوی رکھی جائے۔

—— اسلامی کانفرنس کے انتظام و انعقاد کے لئے جو کمیٹی مصر میں بنی ہے۔ اس نے یہ طے کیا کہ مصطفیٰ مراغی صدر محکمہ شرعیہ اس انجمن کے صدر بنائے جائیں۔

—— ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ ۳۰ اپریل کو اطلاع دیتا ہے کہ انگریزوں کی مخالفت کے باوجود موصل کے تین نمائندگان پہنچ گئے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ انگریز کوشش میں ہیں۔ کہ عراق اور ترکی کے درمیان اسیریا کی قدیم شاہی حکومت کو پھر قائم کریں۔

—— امرتسر ۲۸ر مئی۔ گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے اعلان کیا ہے۔ اگر جیتو کے بارے میں گورنمنٹ موجودہ قیود برقرار رہیں۔ تو کمیٹی غالباً نابھہ کے خلاف مہم کا مستقر نہ بنائی جائیگی۔

—— احمد آباد ۲۹ر مئی۔ مہاتما گاندھی جو ہو سے آج صبح کو سابرمتی اپنے آشرم میں پہنچ گئے۔

—— بخارسٹ ۲۹ر مئی۔ آج گولہ بارود کے ایک گودام میں جو شہر کے مرکز میں تھا۔ آگ لگ گئی۔ جس سے نواحی مقامات میں بہت نقصان ہوا۔ اسلحہ خانہ بالکل تباہ ہو گیا۔ بارہ ہزار بم جو بڑے میگزین میں تھے۔ پھٹ گئے۔ کئی بارکیں اور فوجی مکانات لڑکیوں کا ایک سکول تباہ ہو گیا۔ خطرہ کے باعث بادشاہ اور ملکہ محل سے چلے گئے۔

—— بمبئی ۳۰ر مئی۔ سر مالکم ہیلے گورنر پنجاب بمعہ اپنی لیڈی صاحبہ کے جہاز ڈنگولہ سے پہنچے۔ ۳۱ر مئی کو انہوں نے پنجاب کی گورنری کا چارج لے لیا اور شملہ کو روانہ ہو گئے ہیں۔

—— شملہ ۳۰ر مئی۔ محسود یوں کے گروہوں کو جنہوں نے سوان نلا اور ڈیرہ اسمٰعیل کے پاس سگو میں ۱۷ اپریل کو حملہ کیا تھا اور آٹھ ہندو ونگھو اٹھا کر لے گئے تھے۔ تنبیہ کی گئی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چھ قیدی رہا ہو گئے۔ سرکش گروہ پر ابھی تک ہوائی جہاز سے بم برسائے جا رہے ہیں۔ اور حسب ضرورت اپنی فوج کو روانہ کرنے کا انتظام بھی کر دیا گیا ہے۔

—— کولمبو ۲۸ر مئی۔ سال آیندہ میں سیلون کے سمندر سے موتی نکالنے کا کام شروع ہوگا۔ فروری آئندہ میں کام شروع ہوکر ۵ ہفتہ جاری رہیگا۔ سنہ ۱۹۰۵ء میں ۲۱۵ [illegible]

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)